انوارِ حیات

شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک و منہاج العقیدہ

شاہ محمد فصیح الدین نظامی

شریعتِ اسلامیہ کے مسائل دو قسم کے ہیں:

(۱) وہ جن کا تعلق صرف اعتقاد اور تصدیقِ قلب سے ہے۔

(۲) وہ جن کا تعلق عمل سے ہے۔

پہلی قسم کا نام عقائد ہے اور دوسری قسم کو اعمال کہتے ہیں۔ عقائدِ اسلام کو اعمالِ سے وہی تعلق ہے جو درخت کی جڑ کو اس کی شاخوں اور عمارت کو اس کی بنیادوں سے ہوا کرتا ہے۔ اصل الاصول عقائد توحید، رسالت اور قیامت ہیں۔ علم العقائد کے تمام مسائل انھیں تین اصولوں کے فروع اور شاخیں ہیں جن پر ایمان ہر مسلمان کے لیے فرضِ عین ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے اس لیے شریعتِ اسلامیہ نے ہر معاملے میں خواہ اعتقادات ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا سیاسیات، فطرتِ انسانی کا لحاظ کرتے ہوئے متوازن رہبری کی اور مسلمانوں کے سامنے ایسی شاہراہ رکھ دی جو افراط و تفریط سے پاک غلو و تنقیص سے منزہ اور ہر قسم کے معائب سے محفوظ ہے۔ مسلمانوں کو "امتِ وسط" کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے معنی وہ ملت ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں افراط و تفریط سے بچ کر توسط کے راستہ پر قائم رہتی ہے۔ اسلام توازن و اعتدال اور کمال و جمال کا مذہب ہے، یہی توسط اسلامی تعلیمات کی روح بھی ہے اور مذہب کی جان بھی۔ شریعت کی تشکیل و تکمیل میں توسط دستوری و اساسی حیثیت رکھتا ہے۔ چناں چہ فرمانِ نبوی ہے:

"خیر الأمور اوسطها." "بہترین معاملہ وہ ہے جو درمیانی ہو۔

امر کا اطلاق ہر چیز پر ہوتا ہے، اعتقادات کے باب اور ایمانیات کے مسئلہ میں جو کہ پہلی اور بنیادی سیڑھی ہے، اس میں بھی یہی پابندی ہے کہ افراط و تفریط سے بچیں اور معتدل طریقہ اپنائیں۔ ملت اسلامیہ کے نفوسِ قدسیہ اسی راہ پر گام زن اور داعی رہے۔

بانی جامعہ نظامیہ، حامیِ کتاب و سنت، ماحیِ شرک و بدعت، شیخ الاسلام، حضرت امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

"دوسرے ادیان میں افراط و تفریط کا ہونا اور دینِ اسلام اس سے بَری ہونا اس سے ثابت ہے کہ یہود اور نصاریٰ کی توحید میں افراط و تفریط ہے اور دینِ اسلام میں توسط، دیکھیے! یہود خدائے تعالیٰ میں صفاتِ نقص بندوں کے ثابت کرتے ہیں چناں چہ اس کو معاذ اللہ فقیر کہتے ہیں اور ان کا قول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جب آسمان و زمین کو پیدا کیا تو معاذ اللہ تھک گیا اور نصاریٰ، مسیح ابن مریم اور اللہ کے ثالثِ ثلاثہ ہونے کے قائل اور احبار و رہبان کے لیے ربوبیت ثابت کرتے ہیں۔ دیکھیے! یہود نے خدائے تعالیٰ کو بندوں کے برابر کر دیا اور نصاریٰ نے بندوں کو خدا کے ہم سر بنا دیا، بخلاف اہلِ اسلام کے کہ خدائے تعالیٰ کو تمام نقائص سے منزّہ اور بَری سمجھتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ مقربانِ بارگاہِ الٰہی کی عظمت اس حد تک کرتے ہیں کہ شانِ کبریائی تک نہ پہنچنے پائے۔

اسی طرح مسئلہ نبوت میں بھی افراط و تفریط ہے، چناں چہ یہود انبیا کی توہین کرتے ہیں بلکہ قتل تک کر ڈالتے تھے اور نصاریٰ حواریوں کو بھی رسول سمجھتے اور ان کی اتباع کو مثل انبیا کی اتباع کے بالذات لازم سمجھتے ہیں۔ بخلاف اہلِ اسلام کے کہ نبی ﷺ کی اطاعت کو وہ بالذات ضروری سمجھتے ہیں اور علما کی اطاعت بھی کرتے ہیں مگر اِس وجہ سے کہ نبیِ کریم ﷺ کے احکام کو انھوں نے خوب سمجھا ہے۔ تلاش کرنے سے بہت سی نظیریں مل سکتی ہیں کہ دوسرے ادیان و میں افراط و تفریط ہے اور ہمارا دین متوسط ہے۔ کیوں نہ ہو حق تعالیٰ فرماتا ہے: وکذٰلک جعلنٰکم امۃً وسطاً."(۱)

شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی مزید تحریر فرماتے ہیں:

"پھر جس طرح ہمارا دین متوسط ہے اسی طرح اہلِ سنّت کا مذہب بھی متوسط اور افراط و تفریط سے دور ہے، دیکھیے! صفاتِ الٰہیہ میں کس قدر افراط و تفریط ہے۔ معتزلہ تو ان کی بالکل ہی نفی کر دیتے ہیں اس وجہ سے کہ "قدم" خاص صفتِ الٰہی ہے اگر کل صفات بھی قدیم ہوں تو "تعدّدِ قدما" لازم آئے گا جیسا کہ مواقف کے باب وغیرہ میں لکھا ہے اور مجسمہ جتنے آیات و احادیث صفات کے باب میں وارد ہیں سب کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں۔ چناں چہ ان کا اعتقاد ہے کہ خدائے تعالیٰ کی صورت ظاہری انسان کی سی ہے۔ ان کے خدا کا قد سات بالشت کا ہے گوشت وغیرہ سے مرکب دو مویہ نورانی تاج اوڑھے عرش پر ٹیکا لگائے بیٹھا ہے۔ سب اعضا اس کے ہلاک ہو جائیں گے مگر چہرہ باقی رہے گا، جیسا کہ مواقف اور تلبیس ابلیس اور تمہید میں لکھا ہے۔

دیکھیے! کس قدر افراط و تفریط ہے بخلاف ان کے اہلِ سنت و جماعت خدائے تعالیٰ کے ان تمام صفات کو مانتے ہیں جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس طرح اس نے فرمایا ہے: "لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر" اس کا کوئی کسی بات میں مثل اور شبیہ نہیں، نہ اس کی سماعت اعصاب سے متعلق ہے، نہ بصارت آنکھ کے پردوں سے۔ کیوں کہ ہر صفت، موصوف کی شان کے لائق ہوا کرتی ہے۔ جیسے خدائے تعالیٰ جسمانیت اور لوازمِ جسمانیت سے منزّہ ہے، اس کی صفات بھی منزّہ ہیں۔ چوں کہ ہم لوگ اس قسم کی صفات جسمانیات میں دیکھتے ہیں، اس لیے عموماً خیال اسی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ حالاں کہ غور کیا جائے تو ان امور کو جسم سے عقلاً کوئی تعلق اور مناسبت نہیں، سماعت اور کان کے پٹھے کو خیال کیجیے تو دونوں میں کوئی ذاتی علاقہ نہ سمجھا جائے گا اور ممکن نہیں کہ عقل دونوں میں تعلق ثابت کر سکے، اسی طرح اور صفات کا بھی حال ہے۔ بہر حال مسلمان کا کام یہی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جس طرح اپنی صفات کی خبر دی ہے اس کو اعتقاداً مان لے اور اس کی کیفیات کو علمِ الٰہی کے حوالے کر دے اور ہر صفت میں مایلیق بشانہ خیال کرے، کیوں کہ عقلا نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ قیاس الغائب علی الشاہد صحیح نہیں۔ غرض کہ اہلِ سنت و جماعت کا مذہب صفاتِ الٰہیہ میں افراط و تفریط سے بَری اور متوسط ہے۔"

حضرت شیخ الاسلام آگے مزید تحریر فرماتے ہیں۔

"مواقف میں لکھا ہے کہ شیعہ میں ایک فرقہ ہے جس کو "مفوضہ" کہتے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو پیدا کر کے تمام دنیا کا پیدا کرنا آپ سے متعلق کر دیا۔ وہابیہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ بھی ہم جیسے ایک معمولی آدمی تھے۔ اہلِ سنت و جماعت کہتے ہیں کہ بے شک آدمی ہیں مگر آدمیوں سے بلکہ تمام عالم سے افضل ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو "رحمۃ للعالمین" بنایا اور "علمِ اولین و آخرین" آپ کو عطا ہوا۔ اس کے سوا اور بہت ساری خصوصیتیں ہیں جن کو حقانی علما خوب جانتے ہیں۔

"کرّامیہ" کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ جس حادث کی طرف ایجادِ خلق میں محتاج ہوتا ہے اس کو اپنے میں پیدا کرتا ہے یعنی ارادہ اور لفظ "کن" قدرتِ قدیمہ سے اپنے میں پیدا کرتا ہے اور یہ حوادث چوں کہ اس میں موجود ہیں، اس لیے وہ محلِ حوادث ہے۔ "جبّائیہ" کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ اس ارادہ کی وجہ سے مُرید ہے۔ اہلِ سنت کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ میں صفتِ ارادہ قدیم ہے البتہ اس کے تعلقات حادث ہیں، اس سے اس ذاتِ منزّہ کا محلِ حوادث ہونا لازم نہیں آتا، غرض کہ اہلِ سنت و جماعت درجۂ توسط میں ہیں۔"(۲)

آپ مذہب سنت و جماعت کی حقانیت کے متعلق رقم طراز ہیں:

"اسلام میں قدیم سے جو مذہب قرناً بعد قرنٍ چلا آرہا ہے وہ مذہب "اہلِ سنت و جماعت" ہے اور اس کے سِوا جتنے مذاہب ہیں سب حادث ہیں، جن کا موجد ایک شخص ہوا کیا، مثلاً "مذہبِ قدریہ" کا موجد "معبد جہنی" ہے جو صحابہ کے زمانہ میں تھا اور جس صحابی نے اس کی یہ بدعت سنی اس سے اپنی برأت ظاہر کر کے اس کی مخالفت کا اعلان کیا۔ اسی طرح مذہبِ اعتزال کا موجد "واصل بن عطا" ہے جو تابعین کے زمانہ میں تھا۔ اسی طرح کل مذاہبِ باطلہ کا حال ہے جو مذہبِ اہلِ سنّت و جماعت سے علاحدہ ہو کر قرآن میں ایسی بدنما تاویلیں کرتے جو صراحۃً تحریف ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق حسبِ ضرورت حدیثیں بنا لیتے اور جو حدیثیں اپنے مقصود کے مخالف تھیں ان کو موضوع قرار دیتے یا تاویلیں کرتے، کیوں

کہ نئی بات کا موجد جو تمام امتِ موجودہ سے علاحدگی اختیار کرتا ہے، جب تک ایسی کارسازیاں نہ کرے کوئی شخص اس کا ہم خیال نہیں بن سکتا، بخلاف اس کے اہلِ سنّت و جماعت کا جو ہر موجد کے زمانہ میں موجود تھے ایسی کارروائیوں کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ صرف اہلِ سنت و جماعت کا مذہب ایسا ہے جس میں کسی کی ایجاد کو دخل نہیں اور یہ مسلم ہے کہ ہمارا آسمانی دین کسی ایجاد اور اختراع کو جائز نہیں رکھتا۔ چناں چہ نبی کریم ﷺ نے صاف فرمادیا کہ اس دین میں ۷۳ / مذہب بنائے جائیں گے مگر وہ کل مذاہب ناری ہیں اور ناجی ایک ہی مذہب ہے۔ کسی نے پوچھا وہ کون سا مذہب ہے؟ فرمایا: جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

کما فی المشکوٰۃ عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ ﷺ و تفترق اُمّتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللّٰہ ﷺ قال ما انا علیہ و اصحابی. رواہ الترمذی و فی معناہ ما رواہ احمد و ابو داؤد.

اسی وجہ سے تابعین نے احادیث اور اقوالِ صحابہ کو محفوظ کر لیا تاکہ وہ ناجی مذہب ہاتھ سے جاتا نہ رہے اور ان کے بعد کے طبقات میں بھی ان کی پوری پوری حفاظت ہوتی گئی۔ ہر چند اہلِ مذاہبِ باطلہ نے بہت کچھ فکریں کیں کہ اپنے خیالاتِ باطلہ کو دینی مسائل اور اعتقادات میں مخلوط کر دیں۔ چناں چہ طلاقتِ لسانی سے کام لیا بعض سلاطین کو اپنا ہم خیال بنا کر مسلمانوں پر دباؤ ڈالا، جعلسازیاں کیں۔ مگر بفضلہٖ تعالیٰ ان کی کچھ نہ چل سکی اور ان کے تراشیدہ خیالات دین میں ایسے ممتاز رہے جیسے دودھ میں مکھّی، جن کو مسلمانوں نے نکال کر پھینک دیا اور بفضلہٖ تعالیٰ وہی خالص دین ہم تک برابر پہنچ گیا۔ نحمد اللّٰہ علی ذٰلک۔"(۳)

حضرت شیخ الاسلام، مذہبِ اہلِ سنت کے عقائد و معمولات اور اس کی حقانیت کو واضح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

عظمتِ نبی و آدابِ رسالت: "شاید بعض لوگ یہ سمجھتے ہوں گے کہ قرآن شریف صرف توحید اور احکام معلوم کرانے کے لیے نازل ہوا ہے مگر یقین ہے کہ جب ان آیات میں غور و تامل کیا جائے گا تو ضرور یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ قرآن شریف علاوہ ان احکام کے آں حضرت ﷺ کی عظمت اور آداب سے بھی روشناس کرتا ہے۔"(۴)

رسول کی توہین کا جواب: "آخری زمانے کے بعض لوگ رسول کے معنیٰ "ہرکارہ" لے کر توہین کرتے ہیں، کس قدر خدائے تعالیٰ کی مخالفت کی جارہی ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کے جوابات دے کر حضرت کی فضیلت ثابت کریں۔"(۵)

حضورِ اکرم خاتم النبیین ہیں: "وصف خاتم النبیین خاصہ آں حضرت ﷺ کا ہے جو دوسرے پر صادق نہیں آسکتا اور موضوع اس لقب کا آنحضرت ﷺ ہے کہ عند الاطلاق کوئی دوسرا اس مفہوم میں شریک نہیں ہو سکتا۔ پس یہ مفہوم جزئی حقیقت ہے۔"(۶)

آں حضرت ﷺ کا مثل نہیں: "اس میں شک نہیں کہ آں حضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے مثل نہیں ہو سکتے، کیوں کہ وہ خالق ہے اور آپ مخلوق۔ مگر یہ کہنا بھی بے موقع نہ ہوگا کہ جس طرح حق تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں آں حضرت ﷺ کا بھی مثل نہیں۔"(۷)

حضورِ اکرم ﷺ نور ہیں: "مفسرین نے "الم تر" کے معنی "الم تعلم" لکھا ہے مگر اس کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ حضرت اپنی نورانیت کے ساتھ اس وقت موجود تھے اور دیکھ رہے تھے کہ ہاتھی آپ کو سجدہ کر رہا ہے اور تمام لشکر کو پرندے ہلاک کر رہے ہیں اور سب بھاگے جارہے ہیں۔"(۸)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضور نور تھے، اس لیے آپ کا سایہ بھی نہ تھا۔ شیخ اسلام فرماتے ہیں۔ "حضرت کا پورا جسم ہی نرالا تھا، دیکھنے کو تو پورا جسم مگر اس کا سایہ ندارد۔"(۹)

انکارِ احادیث: "حدیث کو بلا وجہ رد کر دینا یا اس سے انکار کرنا سوا اس کے نہیں کہ آں حضرت ﷺ کو دشمن بنالینا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اگر سمجھ میں نہ آئے تو سکوت چاہیے نہ یہ کہ "حکم بالوضع" کرنا (یعنی موضوع کہہ دینا) جو من وجہ رد ہے۔"(۱۰)

کثرتِ درود اہلِ سنت کی نشانی: "صرف ایک یا دو بار درود شریف ادائے فرض کے خیال سے پڑھ لینا اور ایسی تقریریں کرنا کہ مسلمانوں کی رغبت کم ہو جائے، مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کے خلاف ہے اور خلافِ مرضی آں حضرت ﷺ، بلکہ

خلافِ مرضی تعالیٰ بھی ہے۔ اعاذنا اللہ من ذٰلک۔"(۱۱)

صلاۃ وسلام عرض کرنے کا طریقہ: "جب کسی خاص وقت میں سلام عرض کرے تو چاہیے کہ کمالِ ادب کے ساتھ کھڑا ہو اور دست بستہ ہو کر عرض کرے: السلام علیک یا سیدنا سید الاولین والآخرین، السلام علیک یا سیدنا رسول اللہ۔ اسی طرح کے الفاظ کے ساتھ سلام کرے جن سے حضرت کی عظمت معلوم ہو۔"(۱۲)

قیامِ تعظیمی: "اب یہاں شاید کوئی یہ اعتراض کرے کہ قیام عبادت کے مشابہ ہے، اس لیے جائز نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ، جب عین عبادت میں یہ سلام جائز ہوا تو "مشابہ بالعبادہ" میں کیوں کر جائز نہیں ہو گا۔"(۱۳)

فقہ قرآن وحدیث سے ثابت: "ہر شخص میں صلاحیت نہیں کہ خود قرآن وحدیث سے وہ (مسائل) نکال سکے، اس لیے علما شکر اللہ سعیہم نے یہ کام اپنے ذمہ لیا کہ مختلف آیات و احادیث اقوالِ صحابہ وغیرہم سے تحقیق کر کے ہر ایک مسئلہ مختصر الفاظ میں بیان کر دیا کہ ان میں یہ کرنا چاہیے۔ چناں چہ ایک مدت کی کوشش میں انھوں نے ہر ایک جزئی مسئلہ کا حکم قرآن وحدیث سے نکال کر ایک علم ہی مستقل مدون کر دیا، جس کا نام فقہ ہے۔ یہ ہے "حقیقتِ فقہ۔"(۱۴)

اس لیے مسلمان بھائیوں پر لازم ہے کہ وہ غیر مذہب والوں کی صحبت اور ان کی کتابوں سے پرہیز کریں، کیوں کہ گم راہی کا اندیشہ ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

"غیر مذہب والوں کی مصاحبت (دوستی کرنا، ساتھ رہنا) اور مکالمت (بات چیت کرنا) اور ادیانِ باطلہ کی کتابوں کے مطالعہ سے اعتقاد پر برا اثر پڑتا ہے، گو آدمی دین دار اور فاضل ہو۔"(۱۵)

فرقۂ وھابیہ اور خوارج کی حقیقت: "احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرقۂ وہابیہ، خوارج کی ایک شاخ ہے مگر اس وجہ سے کہ نئے طور پر اس کا خروج ہوا اس کا نام جداگانہ قرار پایا اور وہ فرقہ اپنے بانی کی طرف منسوب ہوا، اسی وجہ سے یہ لوگ اپنے آپ کو "محمدی" کہتے ہیں۔ مگر محتاط علما نے جب یہ دیکھا کہ عوام الناس انھیں ضرور برا بھلا کہیں گے اور اس میں حضور کے نامِ مبارک کے لفظ کی توہین ہو گی اس لیے وہ "وہابی" کے نام سے موسوم کیے گئے۔"(۱۶)

میلاد النبی ﷺ کی مجلس: "ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ذکر شریف کی مجلسیں ہوا کریں اور اس کی برکتوں سے مسلمان فیض یاب ہوتے رہیں تو اس سے کسی کا کیا نقصان؟"(۱۷)

آثارِ مبارک کا ادب: "ہم آخری زمانے کے مسلمانوں کو کس درجے کا ادب ان آثارِ مبارکہ کے ساتھ کرنا چاہیے جن کا بطور واقعی آں حضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونا لاکھوں کے عقیدوں سے ثابت ہے۔"(۱۸)

صحابۂ کرام کا معیارِ حق: "ہم پر ان (صحابہ) کی حق شناسی اور تعظیم لازم ہے، کیوں کہ وہ ہمارے حق میں وجودِ دین باعث ہوئے۔ اگر وہ جاں فشانیاں نہ کرتے تو دین ہم تک نہ پہنچتا۔"(۱۹)

فضیلت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: "چوں کہ نبی ﷺ نے آخری وقت خدمت امامت جو ذات مبارک سے وابستہ تھی آپ کو (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تفویض فرمایا اور اپنا خاص مصلیٰ یعنی سجادہ آپ کے حوالے کر کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمعِ عام میں آپ کو اپنا سجادہ نشین قرار دیا۔"(۲۰)

امورِ خیر کی پابندی: "امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک حدیث اور ترجمۃ الباب کے لکھنے سے قبل غسل کر کے مقامِ مقدس (قبر النبی ﷺ اور منبر شریف کے درمیان) میں دو رکعت نماز پڑھنے کا جو التزام کیا تھا وہ نہایت خوش اعتقادی پر مبنی ہے۔ چند امورِ خیر کا کسی خاص امر میں التزام کرنا کوئی قباحت نہیں بلکہ مستحسن ہے۔"(۲۱)

بیعت کی حقیقت: "چوں کہ وہ بیعت سنتِ نبوی تھی، اس زمانے میں فوت ہونے لگی تو بزرگانِ دین نے اِس بیعت کا طریقہ جاری کر دیا اور اپنے مریدوں کو تلقین کی کہ اپنی جان و مال خدا کے ہاتھ بیچ دو یعنی احکامِ الٰہی کی تعمیل کرو تو تمھیں خدا تعالیٰ جنت دے گا۔ جب انھوں نے قبول کر کے بیعت کی یعنی ہاتھ میں ہاتھ ملایا اور حضرات نے بھی خدا کی طرف سے ہاتھ ملایا تو وہ اصل بیعت

پوری ہوگئی۔"(۲۲)

صالحین کا توسل: "اپنی حاجت روائیوں کے واسطے شفاعت طلب کرنا تو کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا، اب رہا یہ کہ وہ سنتے ہیں یا نہیں؟ یہ مسئلہ دوسرا ہے۔ اس کے دلائل کتبِ کلامیہ میں مذکور ہیں۔ اتنا تو قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ خدائے تعالیٰ ان کو لوگوں کی باتیں سنا سکتا ہے:- کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ان اللّٰہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور.

جب یہ ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو زائرین کی باتیں سنا سکتا ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے تو دور رہنے والوں کی دل کی باتیں بھی ان کو سنادے تو کیا تعجب ہے!"(۲۳)

بزرگوں کی بے ادبی: "اب بہت غور و فکر کے بعد مسلمانوں کو گم راہ کرنے کے لیے اس (شیطان) نے بے ادبی کا دروازہ کھولا اور بے ادبی کو راست گوئی کا نام دیا۔ اب کیسی ہی ناشائستہ بات کیوں نہ ہو، اس لباس میں آراستہ کر کے احمقوں کے دماغ میں اتار دیتا ہے اور کچھ ایسا بے وقوف بنا دیتا ہے کہ راست گوئی کی دُھن میں نہ ان کو کسی بزرگ کی حُرمت و توقیر کا خیال رہتا ہے اور نہ اپنے انجام کا۔"(۲۴)

مسلمانوں کے راستہ سے ہٹنے کا انجام: "ہمارا دین و ایمان وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو فرمایا اور وہ ہم تک نسلاً بعد نسلٍ پہنچا، کیوں کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے کہ مسلمان لوگ جس راستے پر ہوں وہی اختیار کرو اور جو کوئی اس راستے سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے۔"(۲۵)

====[حواشی و حوالہ جات]====

(۱) امام محمد انوار اللہ فاروقی، مقاصد الاسلام حصہ ششم، ص: ۲۴۸ تا ۲۵۲، مجلس اشاعۃ العلوم، شبلی گنج، حیدر آباد۔
(۲) ایضاً، ص: ۲۴۸ تا ۲۵۲ –
(۳) امام محمد انوار اللہ فاروقی، حقیقۃ الفقہ، حصہ دوم، ص: ۴۴ تا ۴۵ –
(۴) امام محمد انوار اللہ فاروقی، انوارِ احمدی، ص: ۲۱۶ –
(۵) امام محمد انوار اللہ فاروقی، مقاصد الاسلام حصہ: ۱۱، ص: ۲۱۶۔
(۶) امام محمد انوار اللہ فاروقی، انوارِ احمدی، ص: ۷ –
(۷) امام محمد انوار اللہ فاروقی، مقاصد الاسلام حصہ: ۱۱، ص: ۵۷ –
(۸) ایضاً، حصہ: ۱۱، ص: ۴۷ –
(۹) ایضاً، حصہ: ۱۱، ص: ۶۵ –
(۱۰) امام محمد انوار اللہ فاروقی، الکلام المرفوع، ص: ۵۳ –
(۱۱) امام محمد انوار اللہ فاروقی، انوارِ احمدی، ص: ۱۳۹ –
(۱۲) ایضاً، ص: ۲۶ – (۱۳) ایضاً، ص: ۱۷۵ –
(۱۴) امام محمد انوار اللہ فاروقی، حقیقۃ الفقہ، ص: ۲–۳ –
(۱۵) ایضاً، ص: ۳۸ –
(۱۶) امام محمد انوار اللہ فاروقی، انوارِ احمدی، ص: ۳۱۴ –
(۱۷) ایضاً، ص: ۲۴۷ – (۱۸) ایضاً، ص: ۲۳۰ –
(۱۹) امام محمد انوار اللہ فاروقی، مقاصد الاسلام حصہ: ۱۰، ص: ۲۳ –
(۲۰) ایضاً، حصہ: ۱۰، ص: ۹ –
(۲۱) امام محمد انوار اللہ فاروقی، الکلام المرفوع، ص: ۵۳ –
(۲۲) امام محمد انوار اللہ فاروقی، مقاصد الاسلام حصہ: ۱۰، ص: ۵۷ –
(۲۳) ایضاً، حصہ: ۴، ص: ۸۶–۸۷ –
(۲۴) امام محمد انوار اللہ فاروقی، انوارِ احمدی، ص: ۲۷۵ –
(۲۵) امام محمد انوار اللہ فاروقی، مقاصد الاسلام حصہ: ۴، ص: ۸۱ –

جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث کو صدمہ

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد الشکور مصباحی دام ظلہ العالی کی اہلیہ کا ۲۷/ ربیع الاول مطابق ۱۴/ مارچ ۲۰۱۰ء دو بجے شب میں انتقال ہو گیا۔ مرحومہ صوم و صلاۃ کی پابند، نیک سیرت اور بلند اخلاق خاتون تھیں۔ جامعہ اشرفیہ میں ان کے لیے ایصالِ ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حضرت شیخ الحدیث دام ظلہ العالی اور ان کی اولاد کو صبر جمیل کی توفیق رفیق بخشے، آمین۔

قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

دار العلوم فیضان سیدنا کا جامعہ ازہر مصر سے معادلہ

دار العلوم فیضانِ سیدنا کا جامعہ ازہر مصر سے معادلہ ہو چکا ہے۔ اس لیے دار العلوم میں تخصص فی الادب کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ باذوق طلبہ مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

دار العلوم فیضانِ سیدنا، اورنگ آباد، بہار

09431416845, 09472895730